مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی زیارت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سب سے اول بار اس خاکسار کو شہر لودھیانہ محلہ صوفیان میں نصیب ہوئی جبکہ حضرت ممدوح علیہ السلام مسافرانہ طور پر چند روز کیواسطے شہر مذکور میں فروکش ہوئے تھے۔ ان دنوں میں کتاب براہین احمدیہ چھپ رہی تھی۔ اور اسکی پروف کی کاپیاں حضرت اقدس کی خدمت مبارک میں آتی تھیں۔

حضور کی خدمت میں شہر اور دیہات سے لوگ جوق در جوق آتے اور شہر کے عمائد اور علماء فضلاء ورؤسا جیسے حضرت منشی احمد جان صاحب صوفی نقشبندی اور مولوی شاہدین اور مولوی محمد حسن رئیس اعظم لودھیانہ اور نواب علی محمد خاں صاحب جھجر۔ اور پیر سراج الحق نعمانی وغیرہ وغیرہ ہر قسم اور طبقہ کے خاص و عام باریابی کا اعزاز پاتے۔ اور آمد و رفت کا سلسلہ رات اور دن دونوں اوقات میں جاری رہتا تھا۔ یہ عاجز بھی اپنے پیر و مرشد جناب منشی احمد جان صاحب مرحوم و مغفور صوفی نقشبندی کے ہمراہ حضرت اقدس کی زیارت کے واسطے جایا کرتا۔ حضرت قبلہ وکعبہ منشی صاحب صوفی حضرت اقدس کی خدمت میں نہایت اخلاص اور ارادت کے ساتھ دوزانو ہوئے ادب بیٹھتے۔ اور عقیدت مند مریدوں کی طرح آپکے کلمات طیبات سنتے اور فیض حاصل کرتے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس عالی متعالی میں ہر قسم کے دینی مسایل کا تذکرہ ہوا کرتا تھا۔ اور لوگ حقائق و معارف کے خزائن سے مالامال ہوتے تھے چنانچہ ایکدن کسی شخص کے سوال پر حضور نے مسئلہ توحید پر گفتگو فرمائی اور برابر چند گھنٹے آپ کی تقریر ہوتی رہی از بسکہ حضور کی اعجاز تقریر میں روحانیت کا دریا بہتا ہوا نظر آتا تھا اور علمائے وصوفیائے شہر نے کبھی بھی وہ علوم اور معارف کے نکات نہ کسی کتاب میں پڑھے تھے اور نہ کبھی کسی نے سنے تھے۔ اسواسطے علماء شہر نے حضور سے یہ استدعا کی کہ حضور علیہ السلام اُن کو اپنی بیعت میں داخل فرما دیں۔ مگر چونکہ حضور علیہ السلام ان دنوں بیعت لینے پر جناب الٰہی کیطرف سے مامور نہیں تھے اسواسطے حضور نے یہ جواب ارشاد فرمایا کہ لَستُ بِمَاموُرٍ۔ یعنی میں خدا تعالیٰ کیطرف سے بیعت لینے پر مامور نہیں ہوں۔ اس جواب کے سننے پر ارادتمندوں کے دلوں پر نہایت اوداسی طاری ہوئی۔ مگر چونکہ حضور کا جواب نہایت

انوار احمدیہ پریس میں باہتمام شیخ یعقوب علی عرفانی تراب احمدی پرنٹر و پبلشر و پروپرائٹر کے چھپا

معقول تھا۔ اسواسطے باوجود نہایت تڑپ اور اشتیاق کے پھر کسی نے بیعت کی درخواست پر اصرار نہیں کیا۔ اور اس جواب دینے کے بعد فوراً حضور علیہ السلام فوراً بھری مجلس میں سے اُٹھکر باہر سیر کے لیے تشریف لیگئے۔

حضور علیہ السلام کے عاشقین شائقین کی درخواست بیعت پر لست ہماموز کا جواب دینا ایک غور طلب امر ہے جس میں ایک طالب حق کی تسلی کے واسطے ایک نہایت پختہ اور روشن دلیل اس امر پر ملتی ہے کہ حضور علیہ السلام کے دل میں ایک ذرہ کے برابر بھی حب جاہ اور طالب مشیخت کی بو نہ تھی۔ اور جس سے بہ تمام تر صفائی یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ مخالفین کا یہ خیال کہ حضور نے دنیا حاصل کرنے کے لیے اپنا سلسلہ چلایا سراسر جھوٹ ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ ایک مکار اور طالب دنیا انسان جب دیکھتا ہے کہ لوگ میری تقریر سے متاثر ہو کر میری دام تزویر میں پھنس گئے ہیں اور میری بیعت قبول کرنے کو بڑی تمنا اور آرزو سے پسند کرتے ہیں۔ تو وہ ان کی بیعت لینے سے کب انکار کر سکتا ہے اور لست ہماموز کہکر ان کے درمیان سے اُٹھکر کب باہر کو چل جاتا ہے۔ بلکہ وہ تو ایسے موقع کو دیکھکر نہایت غنیمت جانتا ہے کہ اب لوگ خوب میرے قابو میں آگئے ہیں اس وہ نہایت جلد اُن کو اپنے جال میں گرفتار کر لیتا ہے۔ اور ایک منٹ دیری نہیں کرتا۔ یہ کہ سب سے علیحدہ ہو کر باہر چلا جاتا ہے۔ اور لوگوں سے اپنا پیچھا چھڑاتا ہے۔ اسواسطے حضور علیہ السلام کا بیعت لینے سے انکار کرنا آپ کی صداقت پر ایک بین ثبوت ہے۔

جیسا کہ میں نے ابھی اوپر لکھا ہے کہ شہر لودیانہ کے بڑے بڑے علماء اور نامی گرامی صوفیا نے حضور علیہ السلام سے بیعت کی درخواست کی اُن میں سے میرے پیرو مرشد حضرت قبلہ و کعبہ منشی احمد جان صاحب صوفی نقشبندی بھی تھے جن کے ساتھ ہو کر میں بھی حضور علیہ السلام کی مجلس میں باریاب ہونیکے لیے جایا کرتا تھا۔ حضرت منشی صاحب مرحوم و مغفور ایک بڑے صوفی باصفا اور کامل اولیا میں سے تھے آپ نے تجارت کی تین لاکھ کی دوکان چھوڑ کر درویشی اختیار کی اور اعلیٰ درجہ کی امارت کو لات مار کر اور پس پشت ڈال کر بارہ برس تک بمقام اترچھتر ضلع گورداسپور میں حضرت پیر سید امام علی شاہ صاحب نقشبندی کی خدمت میں درویشانہ فقر و فاقہ کی حالت میں بسر کیے۔ پھر سلسلہ کی خلافت حاصل کرنے کے بعد لودیانہ میں مسند ارشاد پر متمکن ہوئے۔ اور بندگان خدا کا رجوع اس کثرت سے آپ کی طرف ہونیلگا کہ دور دراز مقامات تک آپ کی پیری مریدی کا سلسلہ جاری ہوا۔ بمبئی کلکتہ پشاور۔ لاہور۔ امرتسر۔ انبالہ۔ دہلی وغیرہ وغیرہ شہروں سے مخلص و ارادت مند اور جاں نثار مرید آپ کی بیعت میں داخل ہوئے۔

کتاب طب روحانی جو کہ ایک اعلیٰ پایہ کی کتاب ہے۔ جس کے پڑھنے سے بذریعہ خیالی قوت اور توجہ کے انسان سلب امراض کر سکتا ہے۔ اور بغیر دوادارو کے محض قلبی تاثیر سے بیماریوں کا علاج کر سکتا ہے ان ہی بزرگ کی تصنیف ہے۔

جب دنوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام لودیانہ میں تشریف فرما ہوئے۔ اور جناب کی شرف زیارت حضرت منشی صاحب کو نصیب ہو گئی تو زیارت حاصل کرنے کے دنوں کے بعد پھر جب کبھی کوئی نیا مرید بیعت ہونیکے واسطے آپکی خدمت مبارک میں آتا تو آپ کھلے کھلے اور پر زور الفاظ میں فرمایا کرتے کہ اب امام وقت اور مجدد زمان آگئے ہیں اب لوگوں کو مناسب ہے کہ قادیان جاویں اور امام وقت سے فیض حاصل کریں۔ اور لوگوں کو یوں سمجھایا کرتے تھے۔ اب خدا تعالیٰ نے ایسے مرد کو بھیجدیا ہے جس نے عرفان کا دریا بہا دیا ہے۔

حضرت منشی صاحب مرحوم و مغفور نے ایک بڑا مفصل اشتہار بھی کئی ہزار کی تعداد میں حضرت اقدس کے مجدد ہونے پر شائع کیا۔ اس اشتہار میں حضرت منشی صاحب موصوف نے ایک یہ بھی شعر لکھدیا ؎

سب مریضوں کی ہے تمہیں پہ نگاہ
تم مسیحا بنو خدا کے لیے

یہ شعر قبل از وقت پیشگوئی کے رنگ میں حضرت منشی صاحب مرحوم کی طرف سے شائع ہوا۔ حضرت منشی صاحب کی ایک صریح پیشگوئی تھی۔ چنانچہ اس اشتہار کے شائع ہو جانے کے چند سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رتبہ مسیحائی پر ممتاز فرمایا۔ اس پیشگوئی کے پورا ہونے سے منشی صاحب ممدوح کی ایک کھلی کھلی کرامت ثابت ہوتی ہے۔ اسجگہ میں مناسب دیکھتا ہوں کہ حضرت منشی صاحب ممدوح کی ایک اور کرامت بھی بطور مشتی نمونہ خروارے لکھوں۔ جسکے معتبر اور ثقہ گواہ چشمدید ات جیسے بہرام خاں صاحب پنشنر انسپکٹر پولیس لودیانہ محلہ جبہ میاں اور جناب منشی رحیم بخش صاحب میونسپل کمشنر لودیانہ محلہ موچیپورہ وغیرہ وغیرہ اب تک لودیانہ میں زندہ موجود ہیں۔

اس کرامت کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ حضرت قبلہ و کعبہ منشی احمد جان صاحب مرحوم و مغفور کو اللہ نے آپ کے دفن ہونے کیجگہ سے اطلاع بخشی۔ اسواسطے آپ نے اپنے مخلص مریدوں کو حکم دیا کہ قبرستان میں فلانی جگہ پر ایک چاردیواری حظیرہ کیطرح بنوادیں اور فرمایا کہ فوت ہو جانے کے بعد ہمکو اس چاردیواری کے اندر دفن کرنا مریدوں نے پیر کے ارشاد کے مطابق چاردیواری کی بنیاد قائم کی۔ اور عمارت شروع ہوئی۔ جب لوگوں میں اس پیشگوئی کا چرچا ہوا اور لوگوں کی زبانوں پر اس پیشگوئی نے خوب شہرت پکڑی تو لودیانہ کے ظاہری علماء نے جو صوفیائے کرام پر نکتہ چینی کے عادی ہوتے ہیں اور کفر کا فتویٰ دینا ان کی اقتضائے طبیعت ہوتی ہے حضرت منشی صاحب کے اس عمل پر یعنی حسب اعلام الٰہی اپنی قبر کی زمین کے حد بست کرنے پر کفر کا فتویٰ دیا اور کہا کہ قرآن میں صاف صاف لکھا ہے کہ و ما تدری نفس بای ارض تموت یعنی کوئی نہیں جانتا کہ وہ کسجگہ

مرے گا اور کہاں دفن ہوگا۔ پس اس آیت کی رو سے منشی صاحب کا اپنی قبر کے لیے چاردیواری بنوانی ایک ایسا عمل ہے۔ جو قرآن کے صریح خلاف ہے۔

مولویوں کے اس فتوی سے اطلاع پانے کے بعد حضرت منشی صاحب موصوف نے مریدوں سے فرمایا کہ اچھا چاردیواری بنانے کو ملتوی کر دو۔ ہمیں مولویوں سے پرخاش اور شور و شغب کی ضرورت نہیں چنانچہ آپ کے فرمانے پر حسب دستور کارروائی موقوف کر دی گئی اور اس پیشگوئی کا خیال رفتہ رفتہ سب کے دلوں سے نسیاً منسیاً ہو گیا۔ پھر سالہائے دراز کے بعد اپنی عمر کے آخری دنوں میں حضرت منشی صاحب حج بیت اللہ کے ارادہ پر مکہ شریف تشریف لیگئے حج سے فارغ ہو کر جب لودیانہ واپس اپنے گھر پر پہنچے تو انیس دن کے بعد آپکا انتقال ہو گیا۔

خدام نے آپ کا جنازہ قبرستان میں پہنچایا۔ اور چونکہ سب کے دلوں سے اس بات کا خیال جاتا رہا تھا کہ آپ کی قبر کی زمین تو وہ جگہ ہے جہاں پر آپنے بموجب اعلام الٰہی کے چاردیواری بنوا کر چھوڑ دی تھی اسواسطے اسی ذہول اور نسیان کیوجہ سے معہود جگہ کو چھوڑ کر ایک دوسری جگہ میں قبر کھود کر آپکا جنازہ اس میں رکھا گیا۔ یہاں تک کہ جب نصف قبر سے زیادہ آپکے جنازے پر اینٹیں چنی گئیں اسوقت بڑے زور سے بعض کے دل میں خیال آیا کہ یہ جگہ جس میں حضرت صاحب رکھے گئے ہیں آپ کی شان کے مناسب اور موزوں نہیں اسلیے بعض نے یہی دیکھا کہ حضرت مرحوم و مغفور اسی جگہ مدفون ہوں جسکی بابت اللہ تعالی نے آپ کو خبر دی تھی یعنی وہی جگہ جہاں پر آپ نے چاردیواری کھچوائی تھی مگر علماء ظواہر کے شور و غل برپا کرنے کی وجہ سے پھر اس خیال کو ترک کر دیا تھا۔ لیکن بعضوں نے یہ کہا کہ اب جنازہ کو قبر میں سے نکالنا مناسب نہیں کیونکہ اسطرح کرنے میں جنازہ کی توہین ہے مگر بہت حیص بیص اور حجت اور تکرار اور قیل و قال کے بعد آخر یہی فیصلہ ہوا کہ آپکو اسی جگہ دفن کیا جائے۔ جہاں خدا نے بتلایا تھا۔ چنانچہ آخر کار آپ اسی چاردیواری میں دفن ہوئے۔ جس کا اللہ تعالی نے پتہ بتا دیا تھا۔ اور اسطرح خدا کی بات پوری ہوئی۔

بیان مذکورہ بالا سے ظاہر ہے کہ حضرت منشی احمد جان صاحب مرحوم و مغفور جنھوں نے حضرت اقدس سے بیعت کی درخواست کی تھی بلکہ آپ ایک کامل ولی اللہ اور صاحب کشف کرامت بزرگ تھے جنکی ذات ستودہ صفات کو اللہ تعالی نے مرجع خلائق بنا رکھا تھا جن کے مخلص مرید ہندوستان پنجاب کے دیار و امصار بعیدہ میں پھیلے ہوئے تھے۔ اور جن کے در دولت پر ہر وقت ایک جماعت خدام کی کمر بستہ غلاموں کی طرح موجود رہا کرتی تھی۔

ایسا ہی بیعت کی درخواست کرنیوالوں میں مولوی شاہدین فاضل پنجاب و مولوی محمد حسن رئیس اعظم لودیانہ و نواب علی محمد خاں صاحب رئیس جھجر وغیرہ وغیرہ معززا رکین و عمائد شہر بھی تھے مگر جیسا کہ میں اوپر لکھ آیا ہوں کہ جب ان سب نے حضور سے بیعت کی درخواست کی تو آپنے لست بمامور فرما کر سب کو جواب دیا اسلیے اب ہر ایک عقلمند کے لیے نتیجہ نکالنے کے لیے راستہ صاف ہے اور ہر ایک [illegible] آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ اگر حضرت اقدس کے دل میں طلب دنیا ہوتی اور آپ ایک مفتری ہوتے تو آپ اس موقع کو کبھی بھی ہاتھ سے جانے نہ دیتے۔ بلکہ جھٹ پٹ منشی احمد جان جیسے پیر و پیشوا کو اپنا مرید بنا کر پیر پیران کا عالی رتبہ اپنے واسطے حاصل کر لیتے۔

لودیانہ میں لوگوں سے بیعت لینے سے انکار کرنا اس بات پر پوری پوری روشنی ڈالتا ہے کہ بعد میں جب حضور نے اسی لودیانہ میں بیعت لینی شروع کی تو آپ کی بیعت لینی کسی نفسانی خواہش کی بنیاد پر نہیں تھی۔ کیونکہ اگر آپکے دل میں نفسانیت کا ہونا مان لیا جائے تو پھر کیا وجہ تھی کہ آپنے ایسے عمدہ موقع کو جو لودیانہ میں آپ کو بیعت لینے کا حاصل ہوا تھا پس پشت ڈالدیا اور بیعت لینے سے انکار کر دیا اور لست بمامور کا روکھا پھیکا جواب سنا کر جھٹ پٹ کھڑے ہو کر باہر سیر کے لیے تشریف لیگئے۔ الغرض سب موقعوں سے اول موقع جبکہ یہ عاجز حضرت اقدس کی نعمت زیارت سے مستفیض ہوا یہی وقت تھا جس کا بیان اوپر ہو چکا۔

بالآخر اسجگہ میں یہ بھی بتا دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ مسیح موعود علیہ السلام کی شناخت کرنے اور آپکی شان میں

سب مریضوں کی ہے تمہیں پہ نگاہ
تم مسیحا بنو خدا کے لیے

کے شائع کرنے میں حضرت سے احمد جان صاحب موصوف نے دھوکہ نہیں کھایا کیونکہ حضرت منشی صاحب ممدوح ان برگزیدہ بزرگوں میں سے تھے جن کی فراست کے متعلق نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ فرمایا۔ چنانچہ جب سر سید احمد خان صاحب بالقابہ لودیانہ میں گئے اور شہر میں ان کے متعلق ٹون ہال میں ایک جلسہ ہوا اس جلسہ میں بہت لوگ جمع ہوئے اور ایک ہزار روپے سے زیادہ چندہ سر سید کیواسطے فراہم کیا گیا۔ جو تھیلی میں داخل کر کے سر سید کے سامنے میز پر رکھ دیا گیا۔ تھیلی کو سر پر رکھکر سر سید نے لوگوں کا شکریہ ادا کیا۔ اور کچھ تقریر بھی کی جو مجھے اسوقت یاد نہیں۔ اس جلسہ میں تبلہ و کعبہ ام حضرت منشی صاحب موصوف بھی تشریف لیگئے اور میں بھی آپکے ساتھ شریک جلسہ ہوا۔

جب جلسہ برخاست ہوا تو واپس آتے ہوئے حضرت پیر و مرشد صاحب نے فرمایا کہ ہمکو تو اس شخص کے دل میں بجز ظلمت و تاریکی کے اور کچھ بھی نظر نہ آیا۔

سبحان اللہ حضرت موصوف کی فراست سر سید کے متعلق کیسی صحیح اور درست نکلی جس سے آپ کی فراست کی خوبی پر مہر لگ جاتی ہے۔ پس ایسے صحیح فراست والے بزرگ کا (جنکی فراست کی صحت سر سید کے حق میں تجربہ ہو چکی ہے) مسیح موعود کو مان لینا ایک طالب حق کی تسلی کے واسطے ایک کافی دلیل ہے سچ ہے ولی را ولی می شناسد۔ پس حضرت منشی صاحب کے متعلق یہ گمان ہرگز درست نہیں ہوگا۔ کہ حضرت اقدس کی شناخت میں آپنے دھوکا کھایا کیونکہ اگر آپ دھوکا کھا تیوالوں میں سے ہوتے تو سر سید کی شناخت میں بھی دھوکہ کھا جاتے والسلام (شہزادہ عبد المجید مبلغ ایران قادیان)

لنڈن میں مسجد کی ضرورت

مسلمانان ہندوستان نے لنڈن میں مسجد تعمیر کرنے کی کئی مرتبہ کوشش کی ہے۔ ہر چند کہ آخری کوشش میں ہز ہائینس آغاخاں اور سید امیر علی جیسے با اثر مسلمان کا ہاتھ تھا تاہم کسی نہ کسی وجہ سے کام ملتوی ہوتا گیا آخری دفعہ جنگ نے مجلس کے چندہ کے کام کو روک دیا۔ تاہم چندہ مسجد کی ایک معقول رقم مسٹر علیق خزانچی کے پاس جمع ہے۔ واضح رہے کہ لنڈن میں کسی اچھے موقعہ پر ایک اچھی مسجد تیار کرانا کچھ بہت سہل کام نہیں ہے۔ بلکہ بھاری خرچ کا کام ہے۔ کیونکہ مسجد کچھ تو اس شہر کے لائق ہو کہ جس میں وہ تعمیر کیجاتی ہے۔ اور کچھ اس قوم کے لائق ہو کہ جس کی وہ عبادتگاہ ہے۔ بہرحال جیسی بھی مسجد ہو ما بقدر بہت سی کوششیں کے اب تک لنڈن میں تعمیر نہ ہو سکی۔ حالانکہ سلطنت برطانیہ کے ماتحت کہ جس کا لنڈن مرکز ہے دس کروڑ مسلمان آباد ہے۔ لنڈن سے ۲۵ میل باہر ووکنگ میں ایک مسجد ہے کہ جس کی تعمیر میں بیگم صاحبہ بھوپال اور دیگر مسلمان ہند کا روپیہ خرچ ہوا ہے۔

احمدی مسجد کی تیاری حال میں قادیان کے احمدیوں کے لیڈر میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو لنڈن میں تعمیر مسجد کا خیال پیدا ہوا ہے اور انہوں نے اپنی جماعت سے اس کام کے لیے چندہ جمع کرنا شروع کیا ہے جسکی مقدار چند ہفتوں میں نصف لاکھ سے متجاوز بتلائی جاتی ہے۔ لنڈن میں جو قطعہ اراضی اس مسجد کی تعمیر کے لیے تجویز ہوا ہے وہ سوا لاکھ روپیہ کا بتلایا جاتا ہے۔ یہ مسجد محض قادیانی احمدی گروہ کی ہوگی۔ تاہم ایک مسجد ہوگی۔ جو سب مسلمانوں کے لیے اس کفرستان کی سرزمین میں ایک خوشکن نظارہ ہوگا +

(از پیسہ اخبار لاہور۔)

جلالت پناہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسلمین میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح والمہدی علیہ السلام

کا

خیر مقدم

حضرت خلیفۃ المسیح کے لاہور سے بخیر و عافیت تشریف لانے پر خاکسار محمود احمدؐ نے جو خیر مقدم پیش کیا وہ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں

وہو ہذا

آمد محمود پر ہیں بلبلیں نغمہ سرا + سیدی اہلاً و سہلاً مرحبا صد مرحبا
محمود کی سواری اپنے وطن میں آئی + بلبل چمن میں آئی یا روح تن میں آئی
آنکھوں میں نور آیا دل میں سرور آیا + وہ شمع نور قدرت جب انجمن میں آئی

حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح علیہ السلام کے اپنے سفر مبارک سے کامیابیوں اور کامرانیوں۔ فضلوں اور نصرتوں کے ساتھ معاودت فرمانے پر قدیم خادم الحکم اپنے آقا کے حضور صدق دل سے مبارکباد پیش کرتا ہے اور اھلاً و سھلاً مرحبا کہتا ہے۔

آقا! تیری آمد پر ہم میں سے ہر ایک کے سینے میں تیری محبت کا جوش ہے۔ اے حسن و احسان والے آقا خدا کے برگزیدہ اور مقدس مسیح موعود نے ہمکو چاہ ضلالت سے نکالا تھا۔ اور اسکے خلیفہ اول نے ہمکو سنبھالا تھا اُس کی وفات کیوقت جماعت کو ایک ایسا عظیم الشان دھکا لگا جس نے بہت بڑا رخنہ پیدا کر دیا + تیرے فولادی پنجوں نے اس خطرناک مصیبت کے وقت میں جبکہ بڑے بڑے آدمی گر رہے تھے ہمکو سنبھالا۔ پس اے مجسم احسان تو ہماری زندگیوں کا باعث ہے پس ہم جب اپنے وجود کو دیکھتے ہیں تو ہمکو تیرا احسان یاد آجاتا ہے تیری محبت سے جوش میں بھر جاتے ہیں اور صدق دل سے **عمرت دراز باد** کے نعرے لگاتے ہیں + تو نے قوم کی دیوار کو گرنے سے بچایا پھر اس کو مضبوط کیا۔ تیرے ہی وجود سے آج جبکہ اسلام پر طرح طرح کے حملے ہو رہے تھے اور وہ گھٹا ٹوپ بادل جو اسلام کے منور سورج کو چھپا رہے تھے سب پھٹ گئے

اس زمانے کو دیکھکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مولا سے یوں دعا کی تھی ؎

دن چڑھا ہے دشمنان دیں کا ہم پر رات ہے
اے مرے سورج نکل باہر کہ ہوں میں بیقرار

تیرے آنیسے اسلام کا بول بالا ہو گیا۔ تیری مسیحائی آواز نے یورپ میں ایک قرنا پھونکا جس سے ایک جہان اسلام کا شیدائی ہو گیا۔ اور ہو رہا ہے۔ تیرے ہی زمانہ میں وہ لوگ جن کی نسبت حضرت سیدنا مسیح موعود نے یوں فرمایا تھا ؎

کس کے آگے ہم کہیں اس درد دل کا ماجرا
ان کو ہے ملنے سے نفرت بات کرنا درکنار

اسلام کیطرف آئینگے۔ لوگوں کی نفرتیں دور ہو رہی ہیں وہ اسلام کے خوبصورت چہرے کے شیدا ہو رہے ہیں۔ یہ منور چہرہ کس نے دکھایا ہے؟ اسلام مٹ رہا تھا۔ وہ چراغ تھا مگر چراغ سحری ہو رہا تھا۔ دنیا کی طاقتیں بڑے زور سے اسکے بجھانے کے لیے زور لگا رہی تھیں۔ مگر تیری دعاؤں نے اور تیری محنتوں نے اس چراغ سحری کو بدر منیر اور شمس الضحیٰ کر دیا۔

اے بت شکن محمود! تیرے ہاتھوں صلیبی بت ٹوٹے اور صلیب کے پرستار خدائے قدوس کے سامنے اللہ اکبر کے نعرے لگا رہے ہیں تو نے افریقہ میں اسلام کے جھنڈے گاڑے تو نے امریکہ پر امن اور سلامتی کی ہوائیں چلائیں۔ صداقت کا پیغام صادق کے ہاتھ بھیجا۔

غرض گرتی قوم کو سنبھال لیا تیری محنتوں سے ہم بڑھ رہے ہیں + پس اے بغرض خدمت کرنے والے آقا اے ہم غریبوں کے لیے رات دن رونے والے محسن تیری آمد خدا کے فضلوں کی آمد ہے اور خدا کے نشانوں میں سے ایک زبردست نشان ہے۔ پس ہم اس عظیم الشان نشان کا آج

خیر مقدم

کرتے ہیں ہم تیرے ذریعے سے خدا کے فضلوں کو جذب کرتے ہیں۔ اے آقا۔ تیرے خادم تجھکو تیری برکات سے بھری ہوئی آمد پر جوش مسرت سے اَھلاً و سھلاً و مرحباً کہتے ہیں۔ اور تیرے لیے دعا کرتے ہیں۔ کہ اے خدا ہمارے سید و مولیٰ کو بیش از بیش خدمات کا موقع دے۔ اور خدا کرے تیرے ہی زمانے میں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام کہ "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" پورا ہو۔ اسلام پھر اپنی شان سے دنیا میں چمکے۔ تیرے دشمن روسیاہ ہوں۔ تیری عمر میں برکت ہو آمین آخر میں عرض ہے

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند

گذرانندہ

(ابن یعقوب شیخ محمود احمد جائنٹ ایڈیٹر الحکم قادیان)

حضرت خلیفۃ المسیح

لاہور میں

۲

پہلی بات جس پر عیسائیوں کو بہت بڑا ناز ہے پہاڑی وعظ ہے جسمیں لکھا ہے تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت لیکن میں کہتا ہوں کہ شریر کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو کوئی تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اُس کی طرف پھیر دے اور اگر کوئی تجھ پر نالش کر کے تیرا کرتا لینا چاہے تو چوغہ بھی اسے لینے دے۔ اور جو کوئی تجھے ایک کوس بیگار لیجائے۔ اُسکے ساتھ دو کوس چلا جا۔ اور جو کوئی تجھ سے مانگے اسے دے۔ اور جو تجھ سے قرض چاہے اس سے موُنھ نہ موڑ۔

یہ وہ تعلیم ہے جسپر بڑا ناز کیا جاتا ہے مگر کیا کوئی اسپر عمل کر سکتا ہے ہرگز نہیں یہ تو ایک ظلم کا راستہ کھولدیا گیا ہے کیا اسپر عمل کر کے لوگوں کے مال اور جانیں امن میں رہ سکتی ہیں۔ اور پھر یہ تو ایک مصیبت ہے ایک شخص ایک کوس کسی کو بیگار لے جاتا ہے وہ کہتا ہے میں تو دو ہی کوس جاؤں گا۔ ایک کوس اور آگے جاؤں گا۔ اسی تعلیم پر کوئی شخص عمل نہیں کر سکتا چنانچہ مصر کا واقعہ ہے کہ ایک شخص نے ایک عیسائی کے تھپڑ مارا۔ عیسائی نے بھی تھپڑ مار دیا۔ اسنے کہا کہ یہ کیوں تھپڑ مارا عیسائی نے بھی تھپڑ مار دیا۔ اسنے کہا کہ یہ کیوں تھپڑ مارا ہے۔ انجیل میں تو لکھا ہے کہ تو دوسری گال بھی پھیر دے۔ اسنے کہا کہ یہ تو ٹھیک ہے کہ انجیل میں یہ لکھا ہے مگر میں اسوقت قرآن کی تعلیم پر عمل کروں گا۔

یورپ کے دہریوں نے اعتراض کیا تھا کہ جب بلجیم پر حملہ ہوا تھا تو عیسائیوں کو فرانس بھی دیدینا چاہیئے تھا۔ اگر یہ درست ہے کہ تجھ سے ایک قبا مانگے تو اسکو چوغہ بھی دیدے تو جب ایک چور یا ایک ڈاکو کسی کے گھر پر حملہ کرتا ہے تو اسپر عمل کرنے کے یہ معنی ہیں کہ ہزاروں گھر دولت یتیموں بیواؤں کو چوروں کے موُنھ میں دیدینا ہے اور یہ سخت ظلم ہے۔

لیکن اسلام اسکے مقابلہ میں کیا اچھی تعلیم دیتا ہے جزاؤ سیئۃ سیئۃ مثلھا۔ دنیا کے تمام قوانین اس بنیادی پتھر پر بنا کے جار ہے ہیں۔

۲۔ پھر انجیل کہتی ہے کہ اپنے بھائی پر غصے نہ ہو۔ لیکن قرآن کریم فرماتا ہے والکاظمین الغیظ اپنے غصہ کو دباؤ۔ پھر والعافین عن الناس یعنی پھر اسکو نکال ہی دو۔ پھر فرمایا واللّٰہ یحب المحسنین پھر اسپر احسان بھی کرو وہ انجیل کی تعلیم اچھی ہے لیکن یہ تعلیم اس سے ہزار درجہ اچھی ہے۔ چنانچہ اسلام میں اسپر عمل ہوتا رہا ہے۔ حضرت امام حسن کا ایک غلام تھا آپ اسپر ناراض ہوگئے اور اسکو سزا دینے لگے تو اس نے جھٹ پڑھ دیا والکاظمین الغیظ۔ آپ خاموش ہوگئے پھر اس نے کہا والعافین عن الناس تب آپ نے اُسکو معاف بھی کر دیا۔ پھر اس نے یہ بھی پڑھدیا واللّٰہ یحب المحسنین تب آپ نے فرمایا کہ جاؤ میں نے تمکو آزاد کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ معنی آج بنا لیے ہیں لیکن حضرت امام حسن کا واقعہ نے بتا دیا کہ ہمیشہ سے اسپر عمل ہوتا رہا۔ اب بتاؤ اس تعلیم سے امن ہو سکتا ہے یا اس تعلیم سے۔

پھر اس کے بڑھ کر فرمایا تواصوا بالصبر و تواصوا بالمرحمۃ یعنی خود بھی عمل کرے اور لوگوں کو اسکا وعظ بھی کرے۔

۳۔ انجیل کہتی ہے کہ تو ظالم کا مقابلہ مت کر۔ اسلام نے اس میں ایک فرق کیا ہے۔ فرمایا ہے کہ ظلم اور چیز ہے اور ظالم اور۔ قرآن نے ظالم کا مقابلہ اور ظلم کے مقابلہ میں فرق کیا ہے۔ جہاں اس نے کہا ہے کہ کبھی ظالم کو معاف کرے وہاں یہ بھی کہا ہے کہ ظلم کو معاف کر۔ جہاں کہا ہے کہ بد کو معاف کرے وہاں یہ بھی فرمایا ہے کہ بدی کو مت معاف کر۔ فرمایا یدرؤن بالحسنۃ السیئۃ کہ بدی کو مٹاؤ۔ لیکن یہاں یہ سوال ہوتا ہے کہ ایک شخص بدی کو مٹانے کے لیے خود ظلم کرے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام نے حسنۃ کا لفظ رکھا ہے کہ خود بھی ظلم نہ کرے پس یہ تعلیم اور یہ مقابلہ کسی اور مذہب نے نہیں بتایا۔

۴۔ انجیل کہتی ہے کہ اپنے دشمن سے محبت کر۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ تمام بنی نوع انسان سے محبت کر کنتم خیر امۃ اخرجت للناس الخ۔ یعنی تم اسلیے پیدا کیے گئے ہو کہ لوگوں کے ساتھ بھلائی کرو۔ للناس میں دوست۔ دشمن۔ بھائی۔ باپ۔ شہری ملکی سب آگئے۔ کیونکہ الناس میں سب شامل ہیں پس دیکھو یہ تعلیم بھی کسطرح انجیل کی تعلیم سے بڑھ چڑھ کر ہے۔

۵۔ انجیل کہتی ہے کہ نیکی کر اور چھپا کر کر۔ یہ تعلیم اچھی ہے مگر قرآن نے اس سے بہت اچھی تعلیم دی قرآن کہتا ہے کہ مومن وہ جو چھپ کر اعمال کرتا ہے وہ ظاہر بھی کرتا ہے۔ چھپ کر اس لیے تاکہ ریا نہ ہو

لیکن ظاہر دینا اسلیے اچھا ہے کہ اور لوگوں کو دینے کا خیال ہو۔ لیکن فرمایا۔ یاایھاالذین لاتبطلو صدقٰتکم بالمن والاذی۔ یعنی کسی کو دیکر جتاؤ نہیں۔

انجیل کہتی ہے کہ خیرات کر لیکن انجیل اس کا مصرف نہیں بتاتی لیکن قرآن کریم یہ بتاتا ہے کہ اسکے مصارف کیا کیا ہیں۔ انجیل کہتی ہے کہ دے مگر سوال یہ ہے کہ کیوں دے۔ کس کو دے۔ فرمایا واتی المال علی حبہ مسکیناویتیما الخ یعنی خدا کے لیے دے یہ غرض بتائی ہے۔ دوسرے معنی مال دے مال کی محبت پر یہ نہیں کہ ردی چیز دے۔ بلکہ صدقہ دے مال کی محبت پر۔ صرف یہی نہیں بلکہ مال دو اور ہر چیز سے دو ممارزقناھم ینفقون یعنی اپنے آپ کو ایک پوسیٹن کی طرح سمجھلے۔ ذوی القربیٰ کو دے یعنی صرف صدقہ ہی نہیں بلکہ دوستوں کو ہدیہ بھی دو۔ یہ بات ہدیہ والی صرف اسلام نے پیش کی ہے۔

۵۔ انجیل کہتی ہے کہ مال زمین میں جمع کر۔ اسلام اس کو تقسیم کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہر شخص کے لیے یہ حکم نہیں ہے۔ دنیا میں جسقدر ریلیں یا دیں ہیں انکا تعلق مال کے ساتھ ہے۔ یہ ریلوں۔ تاروں۔ ڈاکوں کا انتظام مال کے ساتھ ہی وابستہ ہے اگر یہ سب لوگ مال کمانا چھوڑ دیں تو یہ سب کاروبار بند ہو جاویں۔ پھر خدا نے یہ تمام چیزیں سونا۔ چاندی۔ لوہا پیتل انسان کے لیے پیدا کیا ہے اگر یہ بات نہیں تو پھر اسکے معنی یہ ہوئے کہ خدا نے یہ سب کچھ فضول پیدا کیا۔ ایک مسلمان صوفی سے ایک شخص نے پوچھا کہ زکوٰۃ کیا مسئلہ ہے اس نے کہا کہ دو مسئلے ہیں۔ ایک تیرے لیے اور ایک میرے لیے۔ تیرے لیے یہ مسئلہ ہے کہ چالیس روپے پر ایک روپیہ میرے لیے یہ کہ چالیس پر اکتالیس۔ اس نے کہا کہ یہ کیوں صوفی نے کہا کہ روپیہ جمع کرنا تیرا کام ہے اور میرا نہیں لاتجعل یدک مغلولۃ الخ یعنی درمیانی راستے کی ہدایت کی ہے۔ آج بالشویزم کی نسبت یورپ کہتا ہے کہ اسکے مقابلہ کی ہم میں طاقت نہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ اسلام میں اسکے مقابلہ کی طاقت ہے۔ تم اسلام کو مان لو دیکھو وہ کسطرح قابو آتے ہیں۔ اسلام نے کیسا احسن طریق اپنے کمزوروں کی مدد کے لیے رکھا ہے۔

۶۔ انجیل کہتی ہے بدنظری سے مت دیکھ۔ یہ اچھی تعلیم ہے۔ مگر قرآن اس سے بہت اچھی تعلیم پیش کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ سوائے خاص خاص رشتہ داروں کے نہ اچھی نہ بری نظر سے دیکھو ہی نہ چنانچہ فرمایا قل للمومنین یغضوا من ابصارھم الخ اس دیکھنے کی وجہ سے بہت گناہ پیدا ہوتے ہیں۔ پہلی نظر کو گناہ نہیں سمجھا گیا۔ کیونکہ وہ اچانک پڑتی ہے۔ لیکن دوسری نظر کو گناہ ٹھہرایا گیا ہے لوگ پردہ پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ پردہ جائز نہیں۔ میں اس کے جواب میں کہا کرتا ہوں کہ یہ پردہ مذہبی نہیں بلکہ سیاسی پردہ ہے۔

تمہیں حکومت کرنے والی قوم کے نزدیک عصمت کی قیمت زیادہ نہیں یورپ میں کوئی زنا کرے تو تھوڑا سا جرمانہ وصول کرانے پر طرفین خوشی خوشی گھر آجاتے ہیں۔

لیکن ہمارے نزدیک عصمت کی قیمت بہت زیادہ ہے۔ اسلیے مجبوراً ہمنے ایسا پردہ جاری رکھا۔ آج اسلامی اصولوں کو رائج کرو۔ پھر دیکھو پردہ نہ رہے گا۔ اور عورتیں اسی طرح آزاد ہو سکتی ہیں۔ پر یہ پردہ نہ ہو پھر کہا جائے کہ بدنظری مت کر۔ ایسی تعلیم ہے کہ آگ میں ہاتھ ڈالے پر جلے نہ۔ پانی میں کود جا مگر گیلا نہ ہو۔

۷۔ انجیل کہتی ہے کہ بغیر زنا کے عورت کو مت چھوڑ یہ بیشک اچھی تعلیم ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ یہ حد آخری حد ہے اس سے ورے بھی بہت کچھ ہو سکتا ہے چونکہ عیسائیت نے سب آخری حد رکھی ہے اس لیے اس کے نقصان دیکھکر اب یورپ قانون طلاق بہت وسیع کر رہا ہے۔ امریکہ میں تو بہت ہی آسان ہو گیا ہے۔ ایک عورت کی نسبت ٹائمز آف لنڈن میں میں نے پڑھا کہ جب وہ مر گئی تو اُسکے بارہ خاوند اس کے جنازے میں شامل تھے جن سے وہ طلاق حاصل کر چکی تھی۔ اس کی وجوہات اس قسم کی لکھیں تھیں۔ مثلاً اس نے ایک کی نسبت کہا کہ جب میرا خاوند باہر سے آتا ہے میرا بوسہ نہیں لیتا لہذا طلاق دلوائی جائے۔ عدالت نے کہا کہ بہت معقول بات ہے طلاق ہوگئی دوسرے کی نسبت لکھا ہے کہ میں نے ایک ناول لکھا ہے اور میرا خاوند اسکو شائع کرنے کی اجازت نہیں دیتا اسلیے مجھے طلاق دیجائے۔ عدالت نے کہا کہ بہت معقول بات ہے۔ اور طلاق دلوادی۔ اس قسم کی طلاقوں کے سخت نقصان ہیں اولاد پر اس کا خطرناک اثر پڑتا ہے۔

لیکن اسلام نے مرد کو طلاق کا حق دیا ہے تو عورت کو خلع کا۔ عورت خلع مجسٹریٹ کی معرفت کرا سکتی ہے مگر اسکے لیے شرائط ہیں۔

پہلے جو اختلاف ہو اسکو گھر کی پنچائت کے سامنے پیش کرے ایک شخص مرد کی طرف سے ہو اور ایک عورت کی طرف سے ہو وہ دونوں کے معاملات سنکر آپس میں صلح کرا دیں۔

اگر اسکے بعد بھی اگر نہ بنے تو پھر طلاق دے مگر پھر اسمیں شرطیں ہیں جب وہ پاک ہو حیض کے دن نہ ہوں۔ آپس میں جمع نہ ہوئے ہوں تاکہ ممکن ہے کہ طبیعت درست ہو جائے پھر اگر ان سب شرائط کو پورا کر کے طلاق دیدی تو تین مہینے کی مہلت ہے اگر تین مہینے میں رجوع کرے تو بہتر ہے ورنہ اگر رجوع نہ کرے اور نہ بنے تو پھر طلاق

یعنی عورت حیض یا نفاس میں ہو تو طلاق نہ دے ۴

غرض ایک طرف طلاق کی اجازت دی دوسری طرف اُسکو کم کرنے کے لیے نبی کریم نے فرمایا ان ابغض عند اللہ الطلاق خدا کو سب سے زیادہ غصہ میں ڈالنے والی طلاق ہے۔

لیکن زنا کے علاوہ بھی بہت سی باتیں ہیں۔ مثلاً زانیہ تو نہیں لیکن اور بہت سے نقص ہیں تو ایسی حالت میں طلاق جائز ہے چنانچہ یورپ میں اس قانون کی وجہ سے مرد عورت کی ساری عمر دکھ میں کٹ گئی۔ اور اسی کی وجہ سے

قتل بھی ہو جاتے ہیں۔ بعض اوقات شراب پلا کر ایک دوسرے سے زنا کروایا گیا اور اسطرح سے طلاق واقع ہوئی۔

پس اس قانون کی وجہ سے یورپ میں سے امن اُٹھ گیا۔ قتل ہوئے اور طرح طرح کی بدامنیاں ہوگئیں

۸۔ انجیل کہتی ہے کہ شراب پی کر بدمست نہ ہو۔ شراب کا تو انجیل میں مسیح کا ایک معجزہ لکھا ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ رجس من عمل الشیطان کہ اس کو پی ہی مت۔ چنانچہ گذشتہ ۵ سال میں ثابت ہوگیا کہ شراب بہت بڑی زہریلی چیز ہے کہ اسکی چھوٹی سی چھوٹی مقدار انسانی دماغ کے اعلیٰ سے اعلیٰ حصے کو خطرناک نقصان پہنچاتی ہے۔ پس نئے علوم سب کے سب قرآن کی تصدیق کرتے ہیں۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ زمانہ جنگ میں تمام دنیا میں شراب بند کردی گئی تھی۔ کیا اس لیے نہیں بند کی کہ یہ انسانی ترقی کو ہلاک کرنے والی ہے اگر یہ انسانی ترقی کی ممد ہے تو کیوں اس کو بند کیا گیا۔ پس شراب کو بند کرکے اُنھوں نے اپنے مونھ سے اقرار کرلیا۔ کہ اسلام ہی کی تعلیم دنیا میں امن قایم کرنیوالی ہے۔

یہاں کسی صاحب نے سوال لکھ دیا کہ خلع کی کیا صورت ہے۔

فرمایا۔ بیماری ہو جو متعدی ہو۔ یا نکاح میں دھوکہ دیا گیا ہے۔ پھر فرمایا سب سے آخری تعلیم۔ اسلام نے سود کو منع کیا ہے اور مسیحیت نے جائز رکھا ہے یہ ایک سیاسی مسئلہ ہے۔ اس سے دنیا کی امن میں جس قدر خلل ہوتا ہے اور کسی سے نہیں ہوتا۔ اگر یہ سود نہ ہوتا تو یہ جنگ بھی نہ ہوتی۔ اس قدر روپیہ روزانہ جنگ کا خرچ تھا جسکو گورنمنٹیں پورا نہ کرسکتی تھیں۔ صرف ہماری گورنمنٹ کا ہی ۷ کروڑ روزانہ کا خرچ تھا اس قدر ان کی آمدنی ہی نہیں ہے پھر یہ روپیہ کسطرح آیا۔ سود کے ذریعے گورنمنٹ سود کا اعلان کرتی رہی لوگ روپیہ نکال نکال کر سود کی لالچ میں دیتے رہے اور اسقدر ملک کی دولت نکال کر ان لوگوں کے ہاتھوں میں دیدی گئی

جو ملک کو کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتے ✤

اگر سود نہ ہوتا تو تم لوگ کبھی یہ روپیہ نہ دیتے جو کہ اب تم نے جنگ کے لیے دیا۔ اب قرضہ بہت زیادہ ہوگیا ہے اب ملک پر بڑے بڑے ٹکس لگ رہے ہیں تاکہ وہ ادا ہو۔ اس کی مثال ایسی ہے کہتے ہیں کہ ایک چیتا تھا۔ اُسکو کہیں سے ایک ریتی ملگئی۔ وہ اس کو چاٹنے لگا اس سے اُسکی زبان سے خون بہنے لگا۔ وہ اس خون کو چاٹتا جاتا اور کہتا جاتا کہ کیا اچھا گوشت ہے۔ لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑی دیر کے بعد زبان کٹ گئی۔ اگر اسلامی اصول جاری ہوتا تو ان کو یہ امید نہ ہوتی کہ ہمکو روپیہ ملے گا۔ اسی لیے وہ جنگ ختم کردینے پر مجبور ہو جاتے۔ مگر سود ہی نے یہ جنگ اس قدر لمبی کردی۔ مسٹر لائڈ جارج نے ہمکو مسیحیت کی طرف بلاتے ہیں۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ جنگ سود کا ہی نتیجہ ہے جس کو مسیحیت نے جائز رکھا ہے۔ پس دیکھو اس سے کیسی بدامنی پیدا ہوئی پس آؤ تم اب ہماری طرف آجاؤ۔ اور اسلام کو مان لو تاکہ امن قائم ہو جائے

یہ لاکھوں یتیم یہ ہزاروں بیوائیں اس سود کی وجہ سے ہوگئیں اگر یہ نہ ہوتا تو آج دنیا کی یہ حالت نہ ہوتی۔ اسلام نے سود کو منع کیا ہے اور تجارت پر روپیہ لگانے کو جائز قرار دیا ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ غریب تجارت کے لیے روپیہ نہیں رکھتا۔ وہ کیا کرے اسکے لیے اسلام نے زکوٰۃ رکھدی ہے چالیسواں حصہ لوگ نکالیں۔ تاکہ غریبوں کی مدد ہو۔ یعنی ایسے غربا کو ملک دے۔ اب یہ سوال ہوتا ہے کہ ملک کیوں دے؟ یہ اس لیے کہ یہ غریب جب امیر ہو جائیگا تو یہ بھی دیگا۔ پھر فرمایا کہ میں نے یہاں علمی حصہ کاٹ دیا ہے جس میں یہ بتایا تھا کہ قرآن نے امن عامہ کے لیے کیا اصول مقرر کیے ہیں۔ کیونکہ مضمون کے لمبا ہو جانیسے آپ اُکتا نہ جائیں میں تو ایک ایسی جماعت سے تعلق رکھتا ہوں جو چھ چھ گھنٹے میری تقریر سننے کے عادی ہیں لیکن آج میں نے خیال کرلیا تھا کہ آج مجھکو ایسے لوگوں سے واسطہ پڑے گا۔ جو زیادہ دیر تک سننے

کے عادی نہیں ہیں۔ ہاں اب آپ کو اس سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ جو تعلیم اسلام پیش کرتا ہے اس سے امن قایم ہوتا ہے نا کہ مسیحیت کی تعلیم سے۔ مسیح نے خود مانا ہے کہ امن کی بنیاد اسلام پر ہے اور یہ بائبل میں لکھا ہے اسکو مسٹر لائڈ جارج کو ماننا پڑے گا۔ بلکہ ان کے آقا بھی مانیں گے۔ مسیح نے صلیب کے واقع کے وقت کہا کہ میرے بعد خدا ایک موعود بھیجے گا۔ جو کہ تسلی دینے والا ہوگا۔ توریت میں لکھا ہے کہ خدا تیرے بھائیوں میں سے ایک نبی کھڑا کرے گا۔ ان کے بھائی کون تھے بنی اسمٰعیل۔ پس مسیح کے بعد ایک نبی تسلیم کیا گیا ہے وہ نبی کریم تھے۔ مسیح نے اپنی نسبت کہا ہے کہ میں امن قائم کرنے کے لیے نہیں بلکہ تلوار چلانے کے لیے آیا ہوں۔ اور تسلی دینے والا اور ہوگا۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لیے آیا ہوں۔ جب اُن کا دعویٰ ہی نہیں تو پھر حیرانی کی بات ہے کہ مسٹر لائڈ جارج کسطرح کہتے ہیں۔ کہ عیسائیت میں داخل ہو جاؤ۔

مسیح کے پاس ایک عورت آئی۔ مسیح نے اسکو کہا کہ اے عورت میں اپنے بیٹوں کی روٹی غیروں کو کسطرح دیدوں۔ لیکن اسکے مقابل میں نبی کریم کہتے ہیں انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ (باقی)

دفتر الحکم کے دو پتھروں کا نقصان

یہ خبر نہایت افسوس سے پڑھی جائیگی کہ الحکم کے مطبع انوار احمدیہ پریس کے دو پتھر ۲۷ تاریخ کو کسی بدمعاش نے جبکہ مطبع کے ملازمین پتھر صاف کرکے چلے گئے تھے۔ اور پتھر صحن ہی میں پڑے تھے۔ آکر نہایت بیدردی سے توڑ دیئے اور اسطرح سے مطبع کو بہت نقصان پہنچا دیا گیا۔ اس کی رپورٹ پولیس میں کردی گئی ہے۔ امید ہے کہ ملزمین جلد گرفتار ہو اپنی کیفر کردار کو پہنچ جائینگے ✤

بٹالہ کا معزز سب انسپکٹر | میں جب اس معاملہ کی رپورٹ پولیس میں دینے کے لیے صدر تھانہ بٹالہ میں

حاضر ہوا۔ تو جناب سید دلاور شاہ صاحب انسپکٹر پولیس سے ملاقات ہوئی۔ شاہ صاحب مکرم نے اس بدمعاشی پر بہت کچھ اظہار افسوس کیا اور نہایت ہی اخلاق کریمانہ سے پیش آئے۔ میں شاہ صاحب مکرم کے ایسے اخلاق دیکھکر ان کا بہت ہی مشکور ہوں اور اسمیں کچھ شک نہیں کہ یہ ہماری خوش قسمتی کا نشان ہے کہ صاحب موصوف جیسا انسان بٹالے کے تھانے میں موجود ہے۔

شاہ صاحب مکرم کے لیے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو بیش از بیش ترقیاں دے اور اسی تھانہ میں دیر تک رکھے۔ آمین ✦

دلچسپ مکالمہ

احمدی (ایک غیر احمدی امرتسری مولوی سے) مولانا یہ تو فرمایئے کہ آپ کے خیال کے موافق جب حضرت عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آئینگے تو نبی ہوں گے یا نہیں۔

غیر احمدی:۔ نبی نہیں ہوں گے صرف اُمتی ہونگے۔

احمدی:۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ نبی منصب نبوت سے معزول کر دیا جائے۔

غیر احمدی:۔ ہاں کیوں نہیں۔

احمدی:۔ اس کا کوئی ثبوت۔

غیر احمدی:۔ یہ تو آپ ثابت کریں کہ نبی منصب نبوت سے معزول نہیں ہو سکتا ہے۔ آپ ہی اسکی دلیل پیش کریں۔

احمدی:۔ قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے **ماکان ربک مغیراً نعمۃ انعمھا علے قوم حتی یغیروا ما بانفسھم**۔ اس سے ثابت ہے کہ جبتک کوئی قصور نہ ہو خدا تعالےٰ اپنی نعمت کسی سے نہیں چھینتا۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کونسا قصور ہوا جس کی وجہ سے اُن سے نعمت نبوت سلب کر لی جائیگی۔

غیر احمدی:۔ قصور تو کوئی نہیں ہوا مگر وہ اسوقت نبی نہیں ہوں گے اسوقت خدا تعالیٰ انھیں نبوت سے معزول کر دے گا۔ جیسے ہم کسی کو چند سال ملازم رکھیں۔ پھر کہدیں کہ اب جاؤ ہم نے تمھیں نوکری سے برخاست کر دیا۔

احمدی۔ مولنا۔ واقعی اس جرأت اور دلیری کے ساتھ کسی غیر احمدی مولوی صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معزول ہونے کے متعلق اظہار خیال نہیں کیا جسطرح آپنے کیاہے یہ تو فرمایئے کہ نبی کی تعریف کیا ہے

غیر احمدی۔ جسپر فرشتہ وحی لیکر آئے اُسے نبی کہتے ہیں اور اسی واسطے حضرت عیسیٰ نبی نہیں ہونگے کیونکہ جب وہ دوبارہ آئینگے تو فرشتہ ان پر وحی نہیں لائے گا۔ کیونکہ قرآن شریف کے بعد وحی کی ضرورت نہیں رہی۔

احمدی:۔ مولانا آپ کی اس تقریر پر ایک سوال ہے جس کا جواب دینا جناب کا فرض ہے۔ جناب نے فرمایا کہ جب حضرت عیسیٰ دوبارہ آئینگے تو نبی نہیں ہونگے کیونکہ انپر فرشتہ وحی نہیں لائے گا۔ تو اب یہ سوال ہے کہ تمام گزشتہ انبیاء بالخصوص ہمارے سید و مولیٰ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اسوقت تو فرشتہ وحی نہیں لارہا ہے تو کیا آپ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے تو نبی تھے مگر اسوقت اس آن میں نبی نہیں ہیں کیونکہ فرشتہ ان پر وحی نہیں لارہا ہے ✦

غیر احمدی:۔ جب حدیث میں آگیا کہ حضرت عیسیٰ نبی نہیں ہونگے تو ہمیں عقلی ڈھکوسلے چلانے کی کیا ضرورت ہے۔

احمدی کیا عقل سے کام ہی نہ لیا جائے؟۔ اور پھر مسلم کی حدیث میں عیسیٰ نبی اللہ بھی آیا ہے۔

غیر احمدی:۔ مجھے معلوم نہیں کہ مسلم میں کہاں آیا ہے اچھا اگر میں حج کہتا ہوں وہ غلط بھی ہو تو مرزا صاحب کیسے مسیح موعود ہو گئے۔

احمدی۔ اسوقت مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے پر بحث نہیں ہے ہم اسپر بھی بہت سے دلائل رکھتے ہیں۔ اسوقت بحث یہ تھی کہ ایک نبی جو پہلے سے نبی ہے پھر اسپر ایک ایسا زمانہ آئے کہ اسپر اسوقت فرشتہ وحی نہیں لارہا ہے تو کیا وہ اسوقت نبی نہیں رہے گا۔ جیسا کہ آپ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق عقیدہ رکھتے ہیں سو اب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھی فرشتہ وحی نہیں لارہا ہے تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسوقت نبی نہیں ہیں۔

اسکے بعد غیر احمدی مولوی صاحب سٹ پٹا گئے۔ اور کبھی اِدھر کبھی اُدھر کی کہنے لگے۔ گو سلسلہ بحث دو ڈھائی گھنٹہ کے قریب جاری رہا مگر اس اعتراض کا کوئی ٹھیک جواب نہ دے سکے۔ جو ان کی تقریر اور عقیدہ پر وارد کیا گیا تھا۔ فالحمد للہ تعالیٰ علےٰ احسانہ وفضلہ ✦

ابو محمد محفوظ الحق **علمی** دارالامان

امرتسر میں حضرت خلیفۃ المسیح کا لیکچر

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے امرتسر میں ۲۲ فروری کو ایک لیکچر دیا۔ جسپر مختلف اخباروں نے رائے زنیاں کی ہیں۔ امرتسری مولویوں نے جو گندہ نمونہ دیکھایا ہے اسکا مفصل ذکر اگلے اخبار الحکم میں درج انشاءاللہ ہوگا۔

ہماری مسجد لندن

ہماری مسجد لندن پر ایڈیٹر اہل سنت والجماعت بہت بری طرح جلے ہیں اور اس تکلیف میں اُنھوں نے معزز ہمعصر وکیل کو بھی کوسا ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ کوئی شخص احمدیوں کو لنڈن کی مسجد کے لیے چندہ نہ دے اس کا جواب ہم موٹے الفاظ میں یہ دیتے ہیں کہ **اے تنگ خیال مولوی ہمکو تم میں سے کسی کے روپے کی ضرورت نہیں**۔ معزز ہمعصر وکیل نے اس کا دنداں شکن جواب دیا ہے جو اگلے اخبار میں مفصل درج کر دیا جائیگا۔

خوشی کی خبر

حضرت مفتی صاحب کے امریکہ خیریت سے پہنچ جانے کا تار آگیا ہے۔ الحمد للہ علےٰ ذالک ✦